امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے کتابوں پر تاثرات

مولوی محمد ذیشان صدیق

حضرت امام العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے علمی مقام اور آپ کی علمی پختگی ولیاقت کے تذکرے اور ہر فن میں آپ کے فوق العادت امتیازات زبان زد خاص وعام ہیں، یہ ایک ایسا پامال موضوع ہے جس پر اب تک بلاشک وشبہ ہزاروں صفحات لکھے جا چکے ہیں، جس پر شاہد ایک درجن سے زائد پی ایچ ڈی کے وہ مقالہ جات ہیں جو علامہ کشمیریؒ کی حیات وعلمی خدمات کے تعارف کے سلسلہ میں تصنیف کئے گئے ہیں، علوم انوری کے حدود اربعہ تو وہی جانتے ہیں جو موصوف کی ذات گرامی سے وابستہ ہوئے اور جنہیں قریب سے استفادہ ومشاہدہ کے مواقع میسر آئے، یہی وجہ ہے کہ صاحب فتح الملہم حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کو ایک موقع پر لکھنا پڑا: لم تر العیون مثله ولا یری هو مثل نفس ۔ مگر اب بھی حضرت امام العصر کی علمی زندگی کے چند ایسے گوشے ہیں جن کی طرف معمولی توجہ آپؒ کے علم وفضل کے مزید رخ نکھار نکھار کر سامنے لاتی رہتی ہے اور یہ توجہ علوم انوری کے مزید کتنے گوشے منصۂ شہود پر لانے میں کامیاب ہوگی اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔

حضرت امام العصرؒ کو حق جل مجدہ نے کی غیر معمولی ناقدانہ صلاحیت سے نوازا تھا، جس کا اندازہ عالم عرب سے شائع ہونے والے مقالے تعقبات الکشمیری فی فیض الباری علی الحافظ ابن حجر فی فتح الباری سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ جس میں حافظ الدنیا ابن حجر عسقلانیؒ کی تالیف کردہ صحیح بخاری کی معروف شرح فتح الباری میں مندرج تحقیقات کے حوالہ سے علامہ کشمیریؒ کے ان بیاسی (۸۲) اعتراضات کا تذکرہ اور فریقین کے مابین محاکمہ کا بیان ہے جو فیض الباری میں درج ہیں۔ اور ساتھ ہی مؤلف نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ علامہ موصوف کے حافظ بدر الدین عینیؒ پر کئے گئے اعتراضات کی جانب بھی اگر اہل علم توجہ گامزن کریں تو یہ بھی ایک قابل ستائش خدمت ہوگی۔

نقد وتبصرہ کا ایک رخ تو وہ ہے جس کا بیان ہوا اس کے علاوہ ایک معتد بہ تعداد میں حضرت کشمیریؒ کے ان

کتابوں اوران کے مؤلفین پرتبصرے بھی ہیں جومختلف علوم وفنون کے حوالے سے اہل علم کی توجہ کا مرکز ہیں، جس سے ایک طرف تو علامہ موصوف کی ہر فن پر گہری نگاہ اور کامل دسترست کا پتہ چلتا ہے اور دوسری جانب ان مؤلفین کی کتابوں کا صحیح مرتبہ بھی معلوم ہوجاتا ہے اور کبھی ضمنا یہ بھی ذکر کردیتے ہیں کہ اس فن پر سب سے بہترین کتاب کونسی ہے، جس سے ہم ایسے نوآموز طلبائے علم کا ایک علمی عقدہ بھی حل ہوجاتا ہے کہ فن کی سب سے اچھی کتاب کے متعلق جستجو کی جائے۔اسی طرح ان تبصروں میں مختلف مؤلفین کی ان کی تالیفات میں اجمالی طور پر بعض فروگزاشتوں کا بھی بیان ہے جس سے قاری ء کتاب کو علی وجہ البصیرۃ کتاب کے مطالعہ کا موقع ملتا ہے۔اور کہیں کہیں بعض کتب سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہے جو ایک طالب حقیقت کیلئے کسی بڑے تحفہ سے کم نہیں۔

ذیل میں حضرت شاہ صاحبؒ کے ایسے ہی بعض تبصروں کو ذکر کیا جاتا ہے جو کہ حضرت ممدوحؒ کے متعلق تالیف کردہ مختلف سوانح جات یا ملفوظات یا نوادرات وامالی میں منتشر طور پر موجود تھے اور اب معمولی وسرسری محنت سے جس قدر جمع ہوسکے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

تفسیر کبیر پر تبصرہ:

فرمایا میں نے مشکلات قرآن میں سے کوئی مشکل ایسی نہ پائی جس کا حل امام موصوف نے اس تفسیر میں ذکر نہ فرمادیا ہو، امام موصوف حل مشکلات کے دریا میں غوطہ زنی کرتے ہیں، اگرچہ بعض مشکلات کا وہ قابل اطمینان اور موجب قناعت حل پیش کرنے میں ظفریاب نہیں بھی ہوتے ہیں اور یہ جو اس تفسیر کے متعلق کہا گیا ہے فیہ کل شی الاالتفسیر جیسا کہ صاحب الاتقان امام سیوطیؒ نے نقل فرمایا ہے، یہ اس تفسیر کی جلالت قدر اور علو منزلت کو گھٹانے کے واسطے ہے، شاید یہ قول اس شخص کا ہو جس کو لطائف ومعارف قرآنی سے دلچسپی نہیں اور صرف من گھڑت اقوال کی بہتات کردینا اس پر غالب ہے۔(یتیمۃ البیان، ص ۸۵)

تفسیر ابن کثیر پر تبصرہ:

فرمایا اگر کوئی کتاب کسی دوسری کتاب سے مستغنی کرنے والی ہے تو وہ تفسیر ابن کثیر ہے جو تفسیر ابن جریر سے مستغنی کرنے والی ہے۔(یتیمۃ البیان، ص ۸۴)

تفسیر عزیزی پر تبصرہ:

فرمایا بخاری شریف کا حق حافظ ابن حجرؒ کی شرح کے بعد ادا ہوگیا، لیکن تفسیر کا حق امت کے ذمہ باقی ہے، اگر شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی تفسیر ہوتی تو امت کی جانب سے قرآن مجید کی تفسیر کا حق بھی ادا ہوجاتا۔(نقش دوام، ص ۱۲۲)

بیان القرآن پر تبصرہ:

فرمایا میں نے اپنے ذوق علمی کو محفوظ کرنے کیلئے اردو سے مطالعہ میں ہمیشہ پرہیز کیا تا آنکہ اپنی نجی مراسلت کی زبان بھی عربی اور فارسی ہی رکھی اور ہمیشہ یہ سمجھتا رہا کہ اردو کا دامن علم وتحقیق سے خالی ہے، لیکن مولانا تھانوی کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے اپنی رائے میں ترمیم کرنا پڑی، اور اب سمجھتا ہوں کہ اردو بھی بلند پایہ علمی تحقیقات سے بہرہ ور ہے، یہ واقعہ ہے کہ بیان القرآن جیسی چست تفسیر دیکھنے میں نہیں آئی۔ (نقش دوام، ص۲۸۸)

شرح معانی الآثار وشرح مشکل الآثار پر تبصرہ:

فرمایا: یاد رکھنا کہ طحاوی کی (شرح) معانی الآثار ان کی ابتدائی تصنیف ہے، جس میں انہوں نے تاویلات بکثرت کی ہیں اور میں تاویلات کو پسند نہیں کرتا (شرح) مشکل الآثار ان کی آخری تصنیف ہے اس میں تاویلات سے بچ کر بہت کارآمد سامان حنفیہ کے لئے جمع کر دیا، موالیک (مالکیہ) نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا مگر احناف غافل رہے۔ (نوادرات، ص۲۰۱)

عمدۃ القاری وفتح الباری پر تبصرہ:

فرمایا: ابن حجرؒ کی شرح فتح الباری فن حدیث پر گہری، واضح بیان ربط مسلسل اور مرادات کو مفصل بیان کرنے میں فائق ہے، عینی، لغوی تحقیق، بسط وشرح، اکابر علماء کے اقوال نقل کرنے میں بہت آگے ہیں، لیکن یہ انتشار چار جلدوں تک ہے بعد میں سنبھل گئے۔ بدر عینیؒ نے بعض مواقع پر حافظ الدنیا ابن حجرؒ پر شدید تعقبات کئے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تبحر میں وہ بھی کم نہیں، لیکن فن حافظ ابن حجرؒ ہی کے پاس ہے۔ (نوادرات، ص ۳۰)

الجوہر النقی پر تبصرہ:

مولانا احمد رضا بجنوریؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ سنن کبری بیہقی پر علامہ ماردینیؒ، بیہقیؒ کے لفظی اغلاط پر بھی گرفت کرتے جاتے ہیں۔ فرمایا ان کی نظر چوکتی نہیں۔ (ملفوظات، ص۲۹۶)

نظم الدرر پر تبصرہ:

فرمایا ایک انسان اپنی توانائیوں کے مطابق تفسیری سلسلہ میں جو کچھ کرسکتا ہے بقاعی کی کوششیں اس طرز میں بے مثال ہیں، بلکہ اعجاز وبلاغت قرآن پر اب تک امت میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے، بقاعی کی یہ تصنیف (نظم الدرر فی تناسب الآی والسور) سب میں اعلی ہے۔ (نقش دوام، ص۵۵۳)

ہدایہ پر تبصرہ:

فرمایا: مصنف ہدایہ جب گفتگو کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شہنشاہ کلام کر رہا ہے، ابن ہمام کی

اصول پر اچھی نگاہ ہے لیکن ہدایہ کی شرح میں صاحب ہدایہ کے سامنے کچھ نظر نہیں آتے۔(نوادرات، ص۲۶)

ایک موقع پر فرمایا مقامات حریری جیسی عبارت ایک گھنٹہ میں چار ورق برجستہ لکھ سکتا ہوں، لیکن ہدایہ جیسی عبارت چار مہینوں میں بھی چار سطر نہیں لکھ سکتا۔(تقدس انور، ص۲۷۹)۔

بدائع الصنائع پر تبصرہ:

فرمایا: بدائع الصنائع ایسی کتاب ہے کہ اگر کوئی عالم غور وفکر سے اس کا مطالعہ کرے تو خود اس کا مزاج تفقہ میں ڈھل جائے گا اور مدرسین ومولفین، مفتیین سب کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔(نقش دوام، ص۴۵۰)

بدایۃ المجتہد پر تبصرہ:

فرمایا: جب علامہ ابن رشد اندلسیؒ (مالکی) کی کتابیں طبع ہوکر آئیں اور میں نے مطالعہ کیا اور ان کا امام غزالیؒ پر رد دیکھا تو میں ابن رشد سے بدظن ہوگیا، لیکن جب ابن رشد مالکی کی بدایۃ المجتہد و نہایۃ المقتص مطالعہ کی تو مجھے استغفار کرنا پڑا۔(ملفوظات، ص۳۲۷)

الدر المختار، اور الرد المحتار پر تبصرہ:

فرمایا: صاحب درمختار اور شامی وغیرہ محض ناقل ہیں اور فقہ سے (جو کہ صفت نفس ہوتی ہے) مناسبت بھی نہیں ہے۔

کتاب الام پر تبصرہ:

فرمایا: میں ہر کتاب کی تلخیص پر قادر ہوں بجز کتاب الام کے، (میں) جب کبھی کتاب الام کا مطالعہ کرتا ہوں تو امام شافعیؒ کی ذکاوت وذہانت اور ان کی فطانت ورزانت کا یقین بڑھتا ہے۔(نقش دوام، ص۴۵۰)

الاعتصام اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی بعض تالیفات پر تبصرہ:

فرمایا: شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی ایضاح الحق الصریح کو رد بدعت میں اونچا سمجھتا ہوں، تقویۃ الایمان بھی بہتر ہے مگر اس میں شدت آ گئی اور اسی لئے اس کا فائدہ بھی محدود ہوگیا، اس کا احساس خود شاہ صاحب کو بھی ہوا۔ شاطبی کی کتاب الاعتصام میں مفید مضامین خوب ہیں اور ان دونوں کتابوں میں جو مضامین ہیں وہ بھی الاعتصام میں موجود ہیں، اور میں تقویۃ الایمان سے زیادہ راضی نہیں ہوں۔(اور فرمایا) میں اس لئے راضی نہیں ہوں کہ محض ان عبارات کی وجہ سے بہت سے جھگڑے ہوگئے ہیں، اس کے علاوہ منصب امامت اور اصول فقہ کا رسالہ بھی بہت اچھا ہے۔ اور یہی بات کہ میں راضی نہیں ہوں اس رسالہ سے مجھے مرحوم حضرت مولانا نانوتویؒ سے بھی پہنچی ہے، حالانکہ وہ

ہلاک تھے مولانا اسماعیلؒ کی محبت میں، اور مجھے سب سے زیادہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اور پھر حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ سے ہے، اسی خاندان میں سے مذکورہ بالا قصہ مجھ کونہایت موثق ذرائع سے پہنچا ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔(نوادرات،ص۲۱۶،ملفوظات،ص ۱۷۶،۱۷۷)

عقیدہ طحاوی وشرح قونوی پر تبصرہ:

فرمایا امام صاحبؒ اور صاحبین کے عقائد کے سلسلے میں عقیدہ طحاوی مستند ترین ہے موصوف نے وضاحت کی ہے کہ انہوں نے اپنی تالیف میں ابوحنیفہؒ اورابویوسفؒ کے عقائد لکھے ہیں، عقیدہ طحاوی کی بہترین شرح قونوی نے کی ہے یہ قونوی ابن کثیر کے شاگرد ہیں مگر حنفی ہیں۔(نوادرات،ص۸۹،و۵۷)

وفاءالوفاء پر تبصرہ:

فرمایا سمہودیؒ ابن حجرؒ کے شاگرد ہیں اور ان کی تحقیقات بسلسلہ مکہ ومدینہ اہم ہیں، چونکہ یہ یہاں سکونت کر چکے تھے ابن حجر حج کیلئے دوبارآئے مگر مقیم نہیں ہوئے بخلاف سمہودیؒ کے کہ انہوں نے مقیم ہوکر چپے چپے کی تحقیق کی ہے(نوادرات،ص۱۶۰)

تفسیر کشاف،عقود الجمان اور مطول پر تبصرہ:

فرمایا سیوطیؒ نے عقود الجمان لکھی ہے جس میں مسائل (معانی و بیان) کا استیعاب نہ کر سکے مطول بھی ایسی ہی ہے، میں کہتا ہوں کہ زمخشری کی کشاف میں نصف کے قریب معانی و بیان سے متعلقہ مسائل ہیں ان کو یکجا کرنے سے بڑا فائدہ ہوسکتا ہے۔(نوادرات،ص۲۲۱)

سیبویہؒ کی کتاب النحو پر تبصرہ:

فرمایا میں نے اس کتاب کا کئی بار مطالعہ کیا اور اس کی بعض نادر شرحیں بھی نظر سے گزریں، علوم عربیہ میں اس سے زیادہ دشوار کتاب کوئی نہیں۔(نقش دوام،ص۱۴۱)

عربی ادب کی کتب مقامات پر تبصرہ:

فرمایا ابن اثیر اور مصنف مقامات بدیع کو ادیب مانتا ہوں، لیکن حریری کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں وہ صرف وقائع نگار ہیں، بلکہ بہترین کتاب اس موضوع پر صاحب روح المعانی نے لکھی ہے جس کا نام مقامات خیالی ہے غیر مطبوعہ ہے میں نے مخطوطہ کا مطالعہ کیا ہے، واضح کہتا ہوں کہ حریری ان کے گرد پا کو بھی نہیں پہنچا حریری سے تو زیادہ بہتر مقامات بدیع ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ حریری کے یہاں آورد ہی آورد ہے آمد کا نام ونشان نہیں۔(نوادرات،ص ۲۷) (بقیہ صفحہ نمبر۔۴۷)

بقیہ: امام العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کے کتابوں پر تاثرات

حقیقت الرویا پر تبصرہ:

فرمایا: شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے ایک رسالہ حقیقت الرویا لکھا ہے اس میں مغز کچھ بھی نہیں صرف متکلمین وفلاسفہ کے اقوال نقل کردیئے (نوادرات، ص ۲۹۶)

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات پر تبصرہ:

فرمایا: یاد رکھنا کہ میں سیوطیؒ کی تحقیقات کو چنداں اہمیت نہیں دیتا، وہ طول وعرض میں تو چلتے ہیں، لیکن عمق میں غوطہ زن نہیں ہوتے، تبحر ضرور ہے، انہیں مانتا ہوں لیکن محقق نہیں، ہاں ان کی دینداری کا بہت قائل ہوں۔ (نوادرات، ص ۲۱۳)

مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی تالیفات پر تبصرہ:

فرمایا: مولانا موصوف (علامہ لکھنویؒ) نے حواشی وشروح احادیث لکھی ہیں لیکن سب میں ناقل ہی ہیں پچھلی تاویلیں ہی نقل کردیتے ہیں، باقی شفاء جس کو کہتے ہیں کہ مسائل میں امام صاحب کے مذہب کو دوسرے مذاہب کے برابر بڑھایا جائے انصاف سے، تو یہ بالکل نابود ہے (ملفوظات، ص ۲۲۰)